Fikr-o-Nasar (Islamabad) 4:5 (1966)

احکامِ شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

(مولانا محمد تقی صاحب امینی، ناظم دینیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

ماہنامہ "برھان" دہلی میں عنوان بالا کے تحت مولانا محمد تقی امینی صاحب مضامین کا ایک سلسلہ لکھ رہے ہیں۔ یہاں "برھان" کی ستمبر ۱۹۶۶ء کی اشاعت سے اقتباسات دیئے جا رہے ہیں ——— (مدیر)۔

سائنس و ٹیکنالوجی کے دور سے کوئی صرفِ نظر نہیں کر سکتا۔

یہ سائنس "ٹیکنالوجی" کا دور ہے، دنیا کی کوئی قوم اس سے صرف نظر نہیں کر سکتی اور جو اخلاقی تنظیم کے ساتھ اس کی صلاحیت پیدا کرے گی وہی موجودہ دنیا کی قیادت و سیادت کی مستحق ہوگی۔

اسلام (اپنی ہدایات و تعلیمات کے نتیجہ میں) قیادت و سیادت ہی کے لئے آیا ہے ورنہ دوسرے بہت سے مذاہب موجود تھے، جن سے لوگوں کو سکون حاصل ہو جاتا تھا، اگرچہ وہ موت کا سکون تھا زندگی کا نہ تھا

مسلمانوں میں سرمایہ داروں کی کمی نہیں ہے دینے والے ہاتھ بھی موجود ہیں کمی صرف درد و احساس اور مذہب کے صحیح تصوّر کی ہے۔

یہ کیا مذہب ہے ؟ کہ عید میلاد کے جلسے جلوس اور مسجد و مدرسہ کی تعمیر کا تعلق تو مذہب سے ہے، لیکن مسلم بچّوں کی ٹیکنیکل تعلیم اور معاشی خبر گیری کا تعلق مذہب سے نہیں ہے۔

اور یہ کیسا دین ہے ؟ کہ نفلی حج و جماعت کی امداد پر تو ہزاروں روپیہ خرچ کر دیا جاتا ہے لیکن محلہ و شہر میں بیوائیں آہیں بھرتی اور نوجوان بچّیاں سسکیاں لیتی ہیں ان کی طرف کوئی توجّہ نہیں ہوتی۔

دو باتوں میں سے ایک کو طے کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔

(۱) یا تو یہ طے کیجئے کہ اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح چند مراسم و عبادات کا نام ہے۔ اس کو

زندگی کے حالات و معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۲) اور یا یہ کہ اسلام ایک نظامِ حیات ہے جس میں ہر حال و ہر دور کی رہنمائی موجود ہے — اگر پہلی بات ہے تو نہ کسی کو کچھ کہنے کا حق ہے اور نہ یہ رحمۃ للعٰلمینؐ کا لایا ہوا دین ہے۔ اور اگر دوسری بات ہے تو حالات و زمانہ کی رعایت سے احکام کے موقع و محل کی تعیین لازمی ہے اور قیام و بقاء کے لئے زندگی کی نئی راہوں سے واقفیت ناگزیر ہے۔

جس طرح مسجد و مدرسہ پر خرچ کرنا مذہبی فریضہ ہے اسی طرح بلکہ بعض اوقات اس سے زیادہ جدید تعلیم پر خرچ کرنا مذہبی فریضہ ہے۔ اگر قیامت کے دن حجِ بدل نہ کرانے پر باز پرس ہوگی تو اس سے زیادہ غریبوں کی خبر گیری نہ کرنے اور ان کو سنبھالا نہ دینے پر باز پرس ہوگی۔

معاملہ چند افراد کا نہیں بلکہ پوری قوم کا ہے۔ خطرہ کسی ایک حلقہ کو نہیں بلکہ پوری ملّت کو ہے۔ حملہ کسی تحریک کے لیڈر پر نہیں بلکہ رسول اللہؐ کی ذاتِ اقدس پر ہے کہ جس کے جاہ و جلال کی حفاظت میں مسلمان اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔

قیامت کے دن کی جوابدہی

ہم قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیں گے؟ جب آپؐ ہم سے سوال کریں گے، کہ تم میں سرمایہ دار و زردار تھے، ملّت کے محافظ و مذہب کے قائد تھے، جماعت کے امیر و خانقاہ کے رئیس تھے ان سب کی موجودگی میں میرے نام لینے والے کیڑے مکوڑوں کی طرح زندگی گزار رہے تھے تم نے ان کا کیا انتظام کیا تھا؟ ان کے بچے تعلیم سے محروم اور فکرِ معاش سے مجبور تھے۔ ان کے لئے کتنے ٹیکنیکل ادارے قائم کئے تھے اور انھیں برسرِ کار کیا تھا؟ ان کی بچیاں شادی کے بغیر دکھ درد کی چلتی پھرتی تصویر تھیں ان کے لئے کفو اور معیارِ زندگی کے بندھن کس حد تک توڑے تھے اور جہیز کی رسم و رواج کی لعنت کو کس قدر ختم کیا تھا؟

غرض جس طرح مروجہ دینی علوم و فنون اور اخلاق و عبادات سے غفلت مسلمانوں کے ملّی وجود کو ختم کر دے گی اسی طرح مروجہ دنیاوی علوم و فنون اور تنظیمی تبدیلیوں سے روگردانی مسلمانوں کو "عجوبہ" بنا کر رکھ دے گی جو "نے کشد یار و نہ پرّد بر ہوا" کے مصداق ہوگا اور ہمہ وقت آسمانی مائدہ کے انتظار میں رہے گا۔

اب تک اس سلسلہ میں جتنی کوششیں ہوئیں وہ دنیا کے نام سے کی گئیں یا سمجھ لی گئی ہیں جس کا حشر نظروں کے سامنے ہے کہ مسجد و مدرسہ سے باہر کوئی مذہب کی آواز سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

زمانہ بڑی تیزی سے کروٹیں بدل رہا ہے۔ انسانیت آتش فشاں پہاڑ پر بیٹھ چکی ہے۔ نسوانیت اپنے "آبگینے" برسرِ عام چکنا چور کر رہی ہے اور چار و ناچار لامذہبیت و محدود مذہبیت کی "عروس" دوسرے شوہر کی تلاش میں نکلنے والی ہے جس کے ذریعہ انسانیت و نسوانیت دونوں کی حفاظت کر سکے۔

اب وقت آگیا ہے کہ یہ ساری کوششیں دین و مذہب کے نام سے کی جائیں اور مذہبی نمائندے مذکورہ کاموں میں مسجد و مدرسہ کی تعمیر کی طرح پیش پیش رہیں۔

دنیا اپنی تنظیمات میں رجعتِ قہقری نہ اختیار کرے گی۔ زمانہ ہماری خاطر قدیم شکلوں کو نہ قبول کرے گا اور "دور" ہماری صورت کو دیکھ کر نہ متاثر ہوگا۔ اگر زندہ رہنا اور انسانیت و نسوانیت کی حفاظت کا سر و سامان کرنا ہے تو لامحالہ احکام کے موقع و محل کی تعیین کرکے اسلام کی روح اور تعلیمات کو جدید تنظیمات میں بھرنا ہوگا۔ اور اگر اس کے لئے تیار نہ ہوئے تو یہ "عروس" شوہر کے بغیر نہ رہ سکے گی، قدرت اس کا انتظام کرکے رہے گی۔ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ (القرآن)

نئی تنظیمات کے پیدا شدہ مسائل حل کئے بغیر چارہ نہیں ہے

مسلم معاشرہ کی خبرگیری اور نئی تنظیمات کو قبول کرنے میں بہت سے نئے مسائل پیدا ہوں گے، جن کی طرف خود حضرت عمرؓ نے اشارہ فرمایا ہے:۔

ان الله عزوجل يحدث للناس اقضية بحسب زمانهم واحوالهم۔ [1]

بیشک اللہ بزرگ و برتر حالات و زمانہ کی رعایت سے لوگوں کے لئے نئے نئے مسائل پیدا کرتا ہے۔

ان مسائل کو عطاءؒ، مجاہدؒ اور امام مالکؒ وغیرہ نے محض یہ کہہ کر حل نہیں کیا ہے:۔

فعلماء ذلك الزمان يفتونهم فيه [2] اس زمانہ کے علماء ان کے بارے میں فتویٰ دیں گے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں ان کو حل کرنا ویسا ہی مذہبی فریضہ ہے جیسے اقامتِ دین کی جدوجہد اور اصولوں کی دعوت مذہبی فریضہ ہے۔

ان مسائل کو حل کرنے میں لازمی طور سے غور و فکر کو دخل دینا پڑے گا جس طرح فقہائے کرام نے اپنے زمانہ کے مسائل حل کرنے میں دخل دیا تھا اور اسی طرح طنز و تشنیع کو گوارہ کرنا پڑے گا۔ جس طرح فقہاء کرام نے کیا تھا یہ سب مذہب کے نام سے ہوگا، مذہب کے لئے ہوگا۔ مذہبی لوگوں کی طرف سے ہوگا اور مذہب ہی کی خاطر برداشت کرنا پڑے گا۔

---

[1] و [2] کتاب المیزان ج ۱ فصل لا یلزم من تقلید کامل۔

معترضین کو امام ابو حنیفہؒ کا جواب | امام ابو حنیفہؒ نے قیاس پر اعتراض کرنے والے حضرت جعفر صادقؒ اور مقاتلؒ بن حیان وغیرہ جیسے جلیل القدر حضرات کو جو جواب دیا تھا اس میں بڑی عبرت و بصیرت ہے۔ ان لوگوں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا:۔

قد بلغنا انك تكثر القياس فى دين الله تعالىٰ واول من قاس ابليس فلا تقس۔ [۳]	ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اللہ کے دین میں بہت قیاس کرنے لگے ہیں حالانکہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا، آپ ایسا نہ کیجئے۔

امام ابو حنیفہؒ نے جواب دیا:۔

ما اقوله ليس هو بقياس وانما ذلك من القرآن قال الله تعالىٰ ما فرطنا فى الكتٰب من شيئ فليس ما قلنا ه بقياس فى نفس الامر وانما هو قياس عند من لم يعطه الله تعالىٰ الفهم فى القرآن [۴]	جو کچھ میں کہتا ہوں حقیقتاً وہ قیاس نہیں ہے وہ تو قرآن کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے میری کہی ہوئی باتیں ان لوگوں کے نزدیک قیاس ہیں جن کو اللہ نے قرآن میں فہم نہیں دیا ہے۔

اصل مغالطہ "رائے" کو دین میں دخیل بنانے اور علماء کے اختیارات میں ہوتا ہے۔ حالانکہ ہر "رائے" بُری نہیں ہے بلکہ بُری وہ ہے جو کسی اصل کے مشابہ نہ ہو:۔

ان الرای المذموم هو كل ما لا يكون مشبها باصل [۵] رائے مذموم وہ ہے جو کسی اصل کے مشابہ نہ ہو۔

"رائے" کو دخیل بنانے کی جس قدر مذمت وارد ہوئی ہے سب کا تعلق اسی سے ہے:۔

وعلى هذا يحمل كل ما جاء فى ذم الرای [۶] اور اسی پر ان سب کو حمل کیا جائے گا جو رائے کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں۔

علماء کو "امناء الشارعؑ" کہا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین ہیں اور بطور وراثت ان کو اجتہاد کے ذریعہ وضع احکام کا حق پہنچتا ہے:۔

قال المحققون ان للعلماء وضع الاحكام حيث شاء وابالاجتهاد بحكم الارث	محققین نے کہا ہے کہ علماء کو اجتہاد کے ذریعہ احکام وضع کرنے کا حق ہے یہ بطور وراثت رسول اللہ صلی اللہ

---

[۳] و [۴] کتاب المیزان لعبد الوہاب شعرانی ج ۱ فصل فان قلت فمن یقول الخ ص ۱۷۔
[۵] و [۶] سنن الکبریٰ باب القضاء۔

لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [7] علیہ وسلم سے ان کو پہنچا ہے۔

ظاہر ہے جو احکام موجود نہیں ہیں ان کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہے لیکن جو موجود ہیں حالات و زمانہ کی رعایت سے ان کے موقع و محل متعین کرنے کے لئے بھی اجتہاد کی ضرورت ہے، اگرچہ یہ اجتہاد پہلے کے مقابلہ میں کمتر درجہ کا ہے۔ اجتہاد کا حق کس قسم کے علمأ کو پہنچتا ہے اس کے لئے کیسی صلاحیت درکار ہے اور کن مسائل میں اجتہاد ناگزیر ہے ان سب پر بحث راقم کی کتاب "مسئلۂ اجتہاد پر تحقیقی نظر" میں ملے گی۔

چنگی کا محکمہ قائم کیا حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت "عشور" (چنگی) کا نظم و محکمہ قائم کیا۔ زیادؓ بن جدیر اسدی پہلے شخص ہیں جن کو عراق و شام پر مامور کیا گیا، چنانچہ وہ کہتے ہیں :-

ان اوّل من بعث عمر بن الخطاب علی العشور ھٰھنا انا [8] میں پہلا شخص ہوں جس کو عمرؓ نے اس جگہ عشور پر مقرر کیا۔

چونکہ مسلمان غیر ملکوں میں تجارت کے لئے جاتے تو ان سے دس [10] فیصدی تجارتی ٹیکس لیا جاتا تھا، اس بناء پر عمرؓ نے بھی یہ تجارتی ٹیکس مقرر کر دیا۔ لیکن مقدار میں حسب حال تفاوت کو ملحوظ رکھا۔ مثلاً حربیوں سے دس فی صد، ذمیوں سے پانچ فیصد اور مسلمانوں سے ڈھائی فی صد وصول کیا نیز کسی قسم کے ظلم و زیادتی اور اسباب کی تلاشی سے سختی کے ساتھ منع کیا چنانچہ زیدؓ بن جدیر کو یہ حکم بھی تھا :-

ان لا فتش احداً و ما مر علی من شئی اخذت من حساب [9] — میں کسی کی تلاشی نہ لوں جو کچھ میرے سامنے سے گزرے اس میں سے حساب کے مطابق لے لوں۔

دریا کی پیداوار پر ٹیکس لگایا۔ حضرت عمرؓ نے دریا کی پیداوار عنبر وغیرہ پر ٹیکس لگایا اور یعلیٰؓ ابن امیہ کو محصل مقرر کیا :-

استعمل یعلی بن امیۃ علی البحر [10] — یعلیٰ بن امیہ کو دریا پر عامل مقرر کیا۔

اور فرمایا :-

فیھا وفیما اخرج اللہ من البحر الخمس [11] — عنبر اور جو اللہ نے دریا سے نکالا ہے سب میں خمس ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کہتے ہیں :-

حالات و زمانہ کی رعایت سے دریائی پیداوار کے ٹیکس کی مقدار میں وسعت ہے [12]

---

[7] کتاب المیزان ج ۱ فصل قال المحققون ص ۷ ۔ [8] ازالۃ الخفاء مقصد دوم سیاست فاروق اعظم ص ۶۷
[9] ایضاً ۔ [10] ایضاً ص ۶۹ ۔ [11] و [12] ایضاً ۔